راھویہ فی مسندہ عن السائب کنا نصلی فی زمن عمر یوم الجمعۃ فاذا خرج عمر وجلس علی المنبر قطعنا الصلوٰۃ الخ

الجواب

دونوں قول قوی وبخیح ہیں اور دونوں طرف جزم وترجیح اور مختار فقیر قول اخیر کہ اول روایت نوادر ہے اور ثانی مفاد ظاہر الروایۃ الفتوی متی اختلفت فالمصیر الی ظاھر الروایۃ محرر المذہب سیدنا امام محمد رحمہ اللہ تعالٰی نے مبسوط میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا وناھیك بہ حجۃ وقدوۃ فتح القدیر میں ہے الیہ اشار فی الاصل معہذا کثرت تصحیح وافتائے صریح بھی اسی طرف ہے والقاعدۃ ان العمل بما علیہ الاکثر کما نصوا علیہ فی غیر ما کتاب وبیناہ فی رسالتنا بذل الجوائز علی الدعاء بعد صلاۃ الجنائز قول اول کی ترجیح صریح کتب معتمدہ مرجحین میں کہ اس وقت فقیر کے پاس ہیں خانیہ وفتح کے سوا کسی میں نظر سے نہ گزری اما الحلیۃ فقد تبعت الفتح واما المراقی فانما تبع البرھان شرح مواھب الرحمن لشہادۃ غنیۃ ذوی الاحکام واما الطرابلسی فانما اقتفی اثر الکمال کما ھودابہ فی کل مقال فال الکلام الی الکمال مع ان الشرنبلالی خالف نفسہ فی جمعۃ غنیۃ کما یأتی اور قول اخیر کو صاحب محیط و امام عبدالرشید وامام ابو حنیفہ والوالجی وامام عیسٰی بن محمد قرہ شہری صاحب مبتغی وامام ظہیر الدین مرغینانی صاحب ظہیریہ وعلامہ شمنی وصاحب سراج وہاج نے فرمایا ہوالصحیح امام شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا ھوالاصح درمختار میں ہے فی الاصح متن تنویر میں ہے علی الراجح بحرالرائق میں ہے صححہ المشائخ مجمع الانہر میں ہے صححہ اکثر المشائخ اسی طرح جامع الرموز وہندیہ ونہر وغیرہا میں اُس کی تصحیح وترجیح مذکور یہاں تک کہ امام اجل مجتہد الفتوی حسام الدین عمر صدر شہید قدس سرہ نے فتاوی صغری میں فرمایا علیہ الفتوی شرنبلالیہ میں ہے اقول الصحیح خلافہ وھو انہ یتم سنۃ الجمعۃ اربعا وعلیہ الفتوی کما فی الصغری وھو الصحیح کما فی البحر عن الولوالجیۃ والمبتغی الخ لاجرم بحر میں قول اول کی نسبت فرمایا ھو قول ضعیف وعزاہ قاضی خان الی النوادر رہیں روایات قطع وترک وتحریم نماز بخروج امام للخطبۃ انھیں اس مبحث سے علاقہ نہیں وہ فریقین کی منصوصہ ومتفق علیہا ہیں اُن کے معنی یہ ہیں کہ خروج امام کے بعد کوئی نماز (سوائے فائتہ واجب الترتیب کے) شروع نہ کرے پہلے سے جو انتظار امام میں نوافل وغیرہا پڑھ رہا ہے اُن کا سلسلہ قطع کردے متمادی نہ رہے نہ یہ کہ جو نماز پڑھ رہا ہے وہ حرام ہوگئی اُسے قطع کردے نیت توڑ دے یہ قطعًا باطل ہے ورنہ اگر ہنوز نیت ہی باندھی یا ایک ہی رکعت پڑھی کہ امام خطبہ کے لیے خارج ہوا تو فورًا نیت توڑ دینا واجب ہو یہ کسی کا قول نہیں نصوص عامہ کتب مذہب اس کے بطلان پر متظافر ومتواتر ہیں کما لایخفی واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم

رِعَایَۃُ المَذْھَبَیْنِ فِی الدُّعَاءِ بَیْنَ الخُطْبَتَیْن

مسئلہ ازکٹھور اسٹیشن سائن ضلع سورت مرسلہ مولوی عبدالحق صاحب مدرس مدرسہ عربیہ ۱۵ جمادی الآخرہ ۱۳۱۰ھ

اس جانب بروز جمعہ بین الخطبتین کے جلسہ میں ہاتھ اُٹھا کر دعا آہستہ مانگی جاتی ہے اور بعضے لوگ اس کو مکروہ شدید وحرام وبدعت سیئہ وشرک قرار دے کر اس فعل کو منع کرتے ہیں لہذا التماس یہ ہے کہ اس کے جواب باصواب سے جو دافع جدال ہو تحریر فرماکر رفع خصومت بین المسلمین فرمادیں۔

الجواب

امام کے لیے تو اس دعا کے جواز میں اصلا کلام نہیں جس کے لیے نہی شرعی نہ ہونا ہی سند کافی۔ ممنوع وہی ہے جسے خدا ورسول منع فرمائیں جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بے اُن کی نہی کے ہرگز کوئی شے ممنوع نہیں ہوسکتی خصوصًا دعا سی چیز جس کی طرف خود قرآن عظیم نے بکمال ترغیب وتاکید علی الاطلاق بے تحدید وتقیید بلایا اور احادیث شریفہ نے اُسے عبادت ومغز عبادت فرمایا پھر یہاں صحیح حدیث کا نحوی الخطاب اُس کی اجازت پر دلیل صواب کہ خود حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا عین خطبہ میں دست مبارک بلند فرما کر ایک جمعہ کو مینھ برسنے دوسرے کو مدینہ طیبہ پر سے کھُل جانے کی دعا مانگنا صحیح بخاری ومسلم وغیرہما میں حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی حالانکہ وہ قطع خطبہ کو مستلزم تو بین الخطبتین بدرجۂ اولٰی جواز ثابت لاجرم علمائے کرام نے شروح حدیث وغیرہ کتب میں صاف اُس کا جواز افادہ فرمایا مولٰنا علی قاری مکی حنفی رحمہ اللہ تعالٰی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں زیر حدیث یخطب ثم یجلس فلا یتکلم فرماتے ہیں لایتکلم ای حال جلوسہ بغیر الذکر اوالدعاء اوالقراءۃ سرا والاولی القراءۃ لروایۃ ابن حبان کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یقرؤ فی جلوسہ کتاب اللہ الخ حافظ الشان شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ تعالٰی فتح الباری شرح صحیح بخاری شریف میں اسی حدیث کی نسبت فرماتے ہیں مفادہ ان الجلوس بینہما لاکلام فیہ ولیس فیہ نفی ان یذکراللہ اویدعوہ سرا علامہ زرقانی مالکی رحمہ اللہ تعالٰی شرح مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں (ثم یجلس فلا یتکلم) جہرا فلاینافی روایۃ ابن حبان انہ کان یقرؤ فیہ ای الجلوس وقال الحافظ مفادہ الی اٰخر ماھو۔ بلکہ صحیح حدیث حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ومتعدد اقوال صحابہ وتابعین کی رُو سے یہ جلسہ اُن اوقات میں ہے جن میں ساعت اجابت جمعہ کی امید ہے صحیح مسلم شریف میں بروایت حضرت ابی موسٰی اشعری رضی اللہ تعالٰی عنہ مروی کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے دربارہ ساعت جمعہ فرمایا ھی مابین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلاۃ وہ امام کے جلوس سے نماز ختم ہونے تک ہے۔ دوسری حدیث میں آیا حضور پرنور صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے فرمایا شروع خطبہ سے ختم خطبہ تک۔ ہے رواہ ابن عبد البر عن ابن عمرو رضی اللہ تعالٰی عنہما انھیں ابن عمر وابوموسٰی رضی اللہ تعالٰی عنہم سے مروی کہ خروج امام سے ختم نماز تک ہے یونہیں امام عامر شعبی تابعی سے منقول رواہ ابن جریر الطبری انھیں شعبی سے دوسری روایت میں خروج امام سے ختم خطبہ تک اُس کا وقت بتایا رواہ المروزی اسی طرح امام حسن بصری سے مروی ہوا رواہ ابن المنذر ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما نے اذان سے نماز تک رکھا رواہ حمید بن زنجویہ بہرحال یہ وقت بھی اُن میں داخل تو یہاں دعا ایک خاص ترغیب شرع کی مورد خصوصًا حدیث دوم پر جبکہ کسی مطلب خاص کے لیے دعا کرنی ہو جسے خطبہ سے مناسبت نہ ہو تو اُس کے لیے یہی جلسہ بین الخطبتین کا وقت متعین بلکہ علامہ طیبی شارح مشکوۃ نے بالتعیین اسی وقت کو ساعت اجابت بتایا اور اُسے بعض شراح مصابیح سے نقل فرمایا بلکہ خود ارشاد اقدس ھا بین ان یجلس الامام سے یہی جلسہ مراد رکھا اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں ہے می گفت آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم در شان ساعۃ الجمعہ کہ آں ساعت میان نشستن امام ست برمنبر تا گزاردن نماز طیبی از جلوس نشستن میان دو خطبہ مراد داشتہ الخ اس قول پر تو بالخصوص اسی وقت کی دعا شرعًا اجل المندوبات واجب مرغوبات سے ہے پھر اس قدر میں اصلا شک نہیں کہ جب بغرض تقویت رجا جمع احادیث واقوال علما چاہیے جو امثال باب مثل لیلۃ القدر وغیرہا میں ہمیشہ مسلک محققین رہا ہے تو بقیہ اوقات کے ساتھ

اس وقت بھی دعا ضرور درکار ہوگی اور اُس کے نیک و مستحسن ماننے سے چارہ نہ ہوگا لاجرم صاحب عین العلم نے کہ اکابر علمائے حنفیہ سے ہیں صاف تصریح فرمائی کہ اس جلسہ میں دعا مستحب ہے اسی طرح امام ابن المنیر نے افادۂ استحسان جمع فرمایا طرفہ یہ کہ امام ممدوح کا یہ قول حضرات منکرین کے امام شوکانی نے نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار میں نقل کیا اور مقرر و مسلم رکھا حیث قال فی عد الاقوال الثلاثون عند الجلوس بین الخطبتین حکاہ الطیبی الخ ثم قال قال ابن المنیر یحسن جمع الاقوال فتکون ساعۃ الاجابۃ واحدۃ منھا لا بعینھا فیصادفھا من اجتھد فی الدعاء فی جمیعھا اھ یہ حکم امام کا ہے رہے مقتدی اُن کے بارے میں ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم مختلف امام ثانی عالم ربانی قاضی الشرق والغرب حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے نزدیک اُنھیں صرف بحالت خطبہ سکوت واجب قبل شروع و بعد ختم و بین الخطبتین دعا وغیرہ کلام دینی کی اجازت دیتے ہیں اور امام الائمہ مالک الازمہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ خروج امام سے ختم نماز تک عند التحقیق دینی و دنیوی ہر طرح کے کلام یہاں تک کہ امر بالمعروف وجواب سلام بلکہ مخل استماع ہر قسم کے کلام سے منع فرماتے ہیں اگرچہ کلام آہستہ ہو اگرچہ خطیب سے دُور بیٹھا ہو کہ خطبہ سننے میں نہ آتا ہو امام ثالث محرر المذہب محمد بن الحسن رحمۃ اللہ تعالٰی بین الخطبتین میں امام اعظم اور قبل و بعد میں امام ابو یوسف کے ساتھ ہیں درمختار میں ہے اذا خرج الامام من الحجرۃ والا فقیامہ للصعود شرح المجمع فلا صلٰوۃ ولا کلام الی تمامھا ولو تسبیحا او رد سلام او امرا بمعروف بلا فرق بین قریب وبعید وقالا لاباس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدھا و اذا جلس عند الثانی والخلاف فی کلام یتعلق بالاٰخرۃ اما غیرہ فیکرہ اجماعا اھ ملتقطا تحقیق یہی ہے اگرچہ یہاں اختلاف نقول حد اضطراب پر ہے کہ سب کو مع ترجیح و تنقیح ذکر کیجیے تو کلام طویل ہو اس تحقیق کی بنا پر حاصل اس قدر کہ مقتدی دل میں دعا مانگیں کہ زبان کو حرکت نہ ہو تو بلاشبہہ جائز کہ جب عین حالت خطبہ میں وقت ذکر شریف حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دل سے حضور پر درود بھیجنا مطلقاً نہ کہ بین الخطبتین کہ امام ساکت ہے دل سے دعا بدرجۂ اولٰی روا۔ ردالمحتار میں ہے اذا ذکر النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لا یجوز ان یصلوا علیہ بالجھر بل بالقلب وعلیہ الفتوٰی رملی اور زبان سے مانگنا امام کے نزدیک مکروہ اور امام ابی یوسف کے نزدیک جائز اور مختار قول امام ہے تو بیشک مذہب منقح حنفی میں مقتدیوں کو اُس سے احتراز کا حکم ہے نہ اُس بنائے فاسد پر جو مبنائے جہالات وہابیہ ہے کہ عدم ورود خصوص ورود عدم خصوص ہے وہ بھی خاص حق جواز میں منع کے لیے ممانعت خاصہ خدا و رسول کی کچھ حاجت نہیں کہ یہ تو محض جہل و سفہ و تحکم ہے بلکہ اس لیے کہ اذا خرج الامام فلا صلٰوۃ ولا کلام پس غایت یہ کہ جو لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہوں اُنھیں بتا دیا جائے نہ کہ معاذ اللہ بدعتی گمراہ حتی کہ بلاوجہ مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا جائے کیا ظلم ہے جب ان اشقیا کے نزدیک اللہ عزوجل کو پکارنا بھی شرک ہوا تو مگر شیخ نجدی یعنی ابلیس لعین کا پکارنا توحید ہوگا حاش للہ یہ اُن بدعقلوں کی بدزبانیاں ہیں جن کا مزہ آخرت میں کھلے گا جب لا الٰہ الا اللہ مسلمانوں کی طرف سے اُن بیباکان بےسرف سے جھگڑنے آئے گا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝ قول ارجح ممانعت سہی پھر بھی ان دعا کرنے والوں کیلئے خود ہمارے مذہب و کتب مذہب میں متعدد راہیں تجویز و اجازت کی ہیں اولاً یہی قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ جو اس ترخیص کے ساتھ اُس جہالت نجدیہ کا بھی علاج کافی ہے کہ وہ اس وقت تسبیح بالتصریح جائز بتاتے ہیں حالانکہ بلحاظ خصوص وقت ورود اُس کا بھی نہیں ثانیاً بعض کے نزدیک مقتدیوں کو صرف جہر ممنوع ہے آہستہ میں حرج نہیں اور اس کی تائید اُس قول سے بھی مستفاد کہ عین حالت خطبہ میں ذکر اقدس

سُن کر آہستہ درود پڑھنے کا حکم دیا گیا اگرچہ تحقیق وہی ہے کہ دل سے پڑھے کما قدمنا عن الرملی وھو معنی ما فی الدرالمختار من قولہ والصواب انہ یصلی علی النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم عند سماع اسمہ فی نفسہ اھ وان مال القھستانی الی التاویل بالاخفاء خلافا لما فی الجوھرۃ وغیرھا من الکتب المعتبرۃ قال الشامی ای بان یسمع نفسہ او یصحح الحروف فانھم فسروہ بہ وعن ابی یوسف قلبا کما فی الکرمانی قھستانی واقتصر فی الجوھرۃ علی الاخیر حیث قال ولم ینطق بہ لانھا تدرک فی غیر ھذا الحال والسماع یفوت اھ مختصرا واما قول القھستانی انھم فسروہ بہ فانما اراد بہ دفع الاستبعاد عما اختارہ من التاویل فان ظاھر اللفظ ھو ارادۃ القلب ومع ذلک ربما اطلقوہ وفسروہ بہ ای بالاسرار علی القولین فی تحدیدہ **ثالثًا** امام نصیر بن یحیٰی وامام محمد بن الفضل وغیرہما عین حالت خطبہ میں بعید کو کہ خطبہ کی آواز اُس تک نہ پہنچے انصات واجب نہیں جانتے اور امام محمد بن سلمہ بھی صرف اولٰی کہتے ہیں اگرچہ مفتی بہ اُس پر بھی وجوب تو اس جلسہ میں کہ آواز ہی نہیں بدرجہ اولٰی واجب نہ کہیں گے حدیقۂ ندیہ میں ہے قال فی النھایۃ اذا کان بحیث لا یسمعھا روایۃ فیہ عن اصحابنا فی المبسوط وقد اختلف المشائخ المتاخرون فیہ فعن محمد بن سلمۃ الانصات اولی وعن نصیر بن یحیٰی انہ کان بعیدا وکان یحرک شفتیہ بالقراٰن وفی العنایۃ ان الانصات مختار الکرخی وصاحب الھدایۃ وقال بعضھم قراءۃ القراٰن اولی وھو اختیار الفضلی ردالمحتار میں فیض سے ہے الاحوط السکوت وبہ یفتی **رابعًا** بعض علما کا گمان ہے کہ ہمارے امام کے نزدیک بھی صرف کلام دنیوی ممنوع ہے دعا و ذکر مطلقًا جائز حتی کہ عین حالت خطبہ میں بھی اگرچہ صواب اُس کے خلاف ہے کما تقدم عن الدر علامہ عبدالغنی نابلسی حدیقہ میں فرماتے ہیں اما تامین المؤذنین علی دعاء الخطیب والترضی عن الصحابۃ والدعاء للسلطان بالنصر فلیس ھذا من الکلام العرفی بل ھو من قبیل التسبیح ونحوہ فلا یکرہ فی الاصح الخ وبینا علی ھامشھا ان ھذا من اشتباہ عرض لہ رحمہ اللہ تعالٰی من تصحیح النھایۃ والعنایۃ لتجویز (بمعنی الراجح) الکلام الاخروی وانما کلامھما فیما قبل شروع الخطبۃ وبعدھا لاحالھا ثم ھو ایضا لایخلو عن نظر کما یظھر بمراجعۃ ما علقنا علی ھامش ردالمحتار والاصح الاحوط اطلاق المنع کما افادہ الزیلعی لذا المعیش علیہ فی عامۃ الکتب المعتمدۃ کالبحر والنھر والدر وردالمحتار اور مذاہب دیگر پر نظر کیجیے تو حد درجہ کی توسیعیں ہیں حتی کہ محیط میں تو یہاں تک منقول کہ من العلماء من قال السکوت علی القوم کان لازما فی زمن رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اما الیوم فغیر لازم اھ ونقلہ عنہ القھستانی علمائے محتاطین تو ایسے مسائل اجتہادیہ میں انکار بھی ضروری و واجب نہیں جانتے نہ کہ عیاذًا باللہ نوبت تا بہ تضلیل واکفار۔ سیدی عارف باللہ محقق نابلسی کتاب مذکور میں فرماتے ہیں ان المسئلۃ الواقعۃ کما ھی الاٰن فی جوامع بلادنا وغیرہ یوم الجمعۃ من المؤذنین متی امکن تخریجھا علی قول من الاقوال فی مذھبنا او مذھب غیرنا فلیست بمنکر یجب انکارہ والنھی عنہ وانما المنکر ما وقع الاجماع علی حرمتہ والنھی عنہ **بالجملہ** مقتدیوں کا یہ فعل تو علی الاختلاف ممنوع مگر مسلمانوں کو بلاوجہ مشرک بدعتی کہنا بالاجماع حرام قطعی تو یہ حضرات مانعین خود اپنی خبر لیں اور امام کے لیے تو اُس کے جواز میں اصلًا کلام نہیں ہاں خوف مفسدۂ اعتقاد عوام ہو تو التزام نہ کرے فقیر غفر اللہ تعالٰی لہ اس جلسہ میں اکثر سکوت کرتا اور کبھی اخلاص

کبھی درود پڑھتا ہے اور رفع یدین کبھی نہیں کرتا کہ مقتدی دیکھ کر خود بھی مشغول بدعا ہوں مگر معاذ اللہ ایسا ناپاک تشدد شرع کبھی روا نہیں فرماتی مولٰی تعالٰی ہدایت بخشے آمین واللہ سبحنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

مسئلہ - از ہیل کتور ضلع اودگنڈ مکان سومار سیٹھ صاحب مرسلہ سید حیدر شاہ صاحب ۸ ربیع الاول شریف ۱۳۱۵ھ

جناب فیض مآب جامع علوم نقلیہ وحاوی فنون عقلیہ علامۂ دہر فہامۂ عصر مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب دام اللہ فیوضہم۔ ادائے آداب کے بعد بندہ حیدر شاہ عرض رساں ہے کہ ایک مسئلہ کی ضرورت ہے چونکہ آپ مشاہیر علمائے انام سے ہیں اور آپ کے اخلاق واوصاف بے نہایت ہیں اور بہت لوگوں سے سُنا ہے کہ آپ حنفی المذہب سنی المشرب ہیں و نیز جواب سوال جلد ترسیل فرماتے ہیں لہذا التماس خدمت فیض درجت میں یہ ہے کہ احقر کو جواب سے سرفراز فرمائیں مذہب حنفی وشافعی میں بین الخطبتین ہاتھ اُٹھا کے دعا مانگنی مشروع ومسنون ہے یا نہیں مترجم اردو درالمختار ایک جگہ لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ بریلی کے علما سے اسی مسئلہ میں استفتا طلب کیا گیا تھا چنانچہ وہاں کے علما کا فتوی یہی ہوا کہ ہاتھ اُٹھا کے دعا مانگنی بین الخطبتین بدعت سیئہ وغیر مشروع ہے پس آیا یہ بات سچ ہے یا غلط چونکہ آپ متوطن بریلی کے ہیں آپ کو حقیقت اُس کی کما ینبغی معلوم ہوگی پس آپ اطلاع دیجئے کہ مترجم نے ٹھیک لکھا ہے یا محض دھوکا دہی عوام الناس ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

مسنونیت مصطلحہ کہ تارک مستوجب عتاب الٰہی یا آثم ومستحق عذاب الٰہی ہو والعیاذ باللہ یہ نہ کسی کا مذہب نہ دعا کرنے والوں میں کوئی ذی فہم اس کا قائل بلکہ وقت مرجو الاجابۃ جان کر دعا کرتے ہیں اور بیشک وہ ایسا ہی ہے اور دعا مغز عبادت وانحائے ذکر الٰہی عزوجل سے ہے جس کی تکثیر پر بلا تقیید وتحدید نصوص قرآن عظیم واحادیث متواترہ نبی رؤف رحیم علیہ وعلٰی آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم ناطق اور ہاتھ اُٹھانا حسب تصریح احادیث ونظافر ارشادات علمائے قدیم وحدیث سنن وآداب دعا سے ہے خطیب کے لیے اُس کی اجازت ومشروعیت تو باتفاق مذہبین حنفی وشافعی ہے یوں ہیں سامعین کے لیے جبکہ دعا دل سے ہو نہ زبان سے اور سامعین کا اُس وقت زبان سے دعا مانگنا جس طرح ان بلاد میں مروج ومعمول ہے مذہب شافعیہ میں تو اُس کی اجازت ومشروعیت ظاہر کہ ائمہ شافعیہ رحمہم اللہ تعالٰی میں خطبہ ہوتے وقت بھی کلام سامعین ناجائز وحرام نہیں جانتے صرف مکروہ مانتے ہیں اور کراہت کلام شافعیہ میں جب مطلق بولی جاتی ہے اُس سے کراہت تنزیہی مراد ہوتی ہے بخلاف کلمات ائمتنا الحنفیۃ رحمہم اللہ تعالٰی فان غالب محملھا بحا مطلقۃ فیھا کراھۃ التحریم علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ آفات الید مسئلۃ الشطرنج میں فرماتے ہیں الکراھۃ عند الشافعیۃ اذا اطلقت تنصرف الی التنزیھیۃ لا التحریمیۃ بخلاف مذھبنا اور سکوت خطیب کے وقت جیسے قبل وبعد خطبہ وبین الخطبتین اصلاً کراہت بھی نہیں مانتے امام ابویوسف اردبیلی شافعی کتاب الانوار میں فرماتے ہیں لا یجب الاستماع وھو شغل السمع بالسماع اُسی میں ہے لا یحرم الکلام حال الخطبۃ لا علی الخطیب ولا علی المامومین السامعین وغیرھم لکن یکرہ الا لغرض مھم کانذار من یقع فی بئر او عقرب ویعلم خیرا